خلع کا شرعی طریقہ کار

تحریر: صوبیدار لطیف اللہ (۱۴ سندھ رجمنٹ، رحیم یارخان)

خلع کا معنی و مفہوم: خلع کے معنی اتار دینے کے ہیں۔ عربی محاورہ میں کہتے ہیں خالعت المراۃ زوجھا (عورت نے معاوضہ دے کر خاوند سے طلاق حاصل کی) خلع استعارہ ہے خلع اللباس (لباس اتار دینا) سے خلع القمیص عن البدن کے معنی قمیص اتارنے اور جسم سے دور کرنے کے ہیں۔ چونکہ خلع بھی نکاح کو اس کے لزوم کے بعد دور کردیتا ہے لہذا اس کو یہ نام دیا گیا ہے اس لئے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

ھن لباس لکم وانتھم لباس لھن (سورۃ البقرہ: ۸۷) (۱)

عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

اختلعت المراۃ من زوجھا (۲) مال دے کر عورت نے مرد سے جدائی اختیار کرلی

شرعی اصطلاح میں کچھ روپیہ پیسہ دے کر یا مہر معاف کر کے عورت کا مرد سے رشتہ نکاح کاٹ لینے یا اس کی قوامیت کی قید سے نکل جانے کو خلع کہتے ہیں (۳)

خلع کی شرعی حیثیت:

شریعت اسلامیہ نے جس طرح مرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ناپسندیدگی کی صورت میں طلاق دے دے۔ طلاق وہ آخری قدم ہے کہ جب میاں بیوی کو باہم جمع رکھنے کی انتہائی کوششیں ناکام ہوچکی ہوں۔ محبت اور موافقت کی کوئی صورت باقی نہ رہی ہو۔ رشتہ نکاح کے اصل مقاصد فوت ہورہے ہوں۔ اصلاح حال کی تمام تدبیریں ناکام ہوچکی ہوں تو حدود اللہ کے توڑنے سے بہتر ہے کہ اس رشتہ نکاح کو توڑ دیا جائے اسی طرح شریعت نے عورت کو بھی ایک ناپسندیدہ، ظالم یا ناکارہ شوہر سے خصوصی حالات میں خلاصی حاصل کرنے کا حق عطا کیا ہے۔ مگر جس طرح مرد کو یہ واضح ہدایت دی گئی ہے کہ طلاق اور تفریق کا اختیار بالکل مجبوری کی حالت میں استعمال کرے اسی طرح عورت کو بھی یہ ہدایت دی گئی ہے کہ یہ قدم اس کو اسی وقت اٹھانا چاہیے جب کہ واقعی اس کی کوئی دینی، اخلاقی معاشی حق تلفی

ہورہی ہو یا اس پر کوئی ناقابل برداشت معاشرتی ظلم ہورہا ہو یا وہ اپنے جنسی جذبات کی بنا پر سخت ذہنی کوفت میں ہو۔

خلع کے دو پہلو ہیں اس کا ایک پہلو اخلاقی ہے اور دوسرا قانونی۔ اخلاقی پہلو سے شریعت جس طرح طلاق کو ناپسند کرتی ہے اسی طرح خلع کو بھی پسند نہیں کرتی۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کیلئے ہو اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ جدائی کا اثر صرف فریقین ہی پر نہیں پڑتا بلکہ اس کی وجہ سے نسل و اولاد کی تباہی و بربادی ہوتی ہے اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک کی نوبت آجاتی ہے اسی لئے جو اسباب اور وجوہ اس معاملہ کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں اسلامی تعلیمات نے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ شوہر اور بیوی کو جو ہدایتیں قرآن وسنت میں دی گئی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ رشتہ ازدواج ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے اور ٹوٹنے نہ پائے۔ چنانچہ اسلامی شریعت میں طلاق یا خلع آخری چارہ کار کے طور پر جائز ہے۔ اسلام کی نگاہ میں وہ عورت سخت گناہ گار ہے جو بلاوجہ اپنے خاوند سے خلع کا مطالبہ کرتی ہے۔ حدیث نبوی ہے:

عن ثوبان رضی اللّٰہعنہ قال قال رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیہ وسلم ایما امراۃ سالت زوجھا طلاقا فی غیر ما باس فحرام علیھا رآئحۃ الجنۃ)۴)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی وجہ کے طلاق چاہے اس پر جنت کی ہوا بھی حرام ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ایک اور فرمان مبارک ہے:

ان اللّٰہ لا یحب الذواقین والذواقات(۵)

اللہ تعالیٰ مزہ چکھنے والے مردوں اور مزہ چکھنے والی عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہعنہ عن النبی صلی اللّٰہعلیہ وسلم انہ قال المنتزعات والمختلعات ھن المنافقات(٦)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے خاوند سے کشیدہ رہنے والی اور خلع کرنے والی عورتیں ہی منافق اور دھوکہ باز ہوتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی یہ احادیث مبارکہ اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ عورت کو خلع کا حق تو دیا گیا ہے لیکن اس حق کو بلاوجہ استعمال کرنا گناہ ہے یہی خلع کا اخلاقی پہلو ہے۔ رہا خلع

کا قانونی پہلو تو قانون کا کام اشخاص کے حقوق متعین کرنا ہے۔ حق کے بجا یا بے جا استعمال کرنے کا معاملہ بڑی حد تک خود استعمال کرنے والے کے اختیار تیمزی اس کی دیانت اور خداترسی پر منحصر ہے۔ قانون جس طرح مرد کو شوہر ہونے کی حیثیت سے طلاق کا حق دیتا ہے اسی طرح عورت کو بھی بیوی ہونے کی حیثیت سے خلع کا حق دیتا ہے تاکہ دونوں کیلئے بوقت ضرورت قید نکاح سے آزادی حاصل کرنا ممکن ہو۔

خلع کے بارے میں دیگر احکام شریعہ

خلع کے بارے میں سب سے اہم بات جو ہے وہ یہ ہے کہ عورت کو طلاق حاصل کرتے وقت ان تمام حقوق سے محروم ہونا پڑتا ہے جو حق مہر کی یافت میں اس کو حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولا يحل لكم ان تاخذوا مما اتيتموهن شيئا الا ان يخافا الا يقيما حدودالله فان خفتم الا يقيماحدودالله فلا جناح عليهما فيماافتدت به. تلك حدودالله فلا تعتدوها. ومن يتعدحدودالله فاولئك هم الظالمون (٧)

اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن وشوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ خدا کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں ان سے باہر نہ نکلنا اور جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گناہ گار ہوں گے۔

قرآن مجید کے علاوہ سنت نبوی ﷺ میں بھی خلع کے واقعات ملتے ہیں۔

عصر حاضر کے جلیل القدر اسلامی مفکر ومفسر اور تحریک اسلامی کے عظیم قائد ومجاہد سید قطب شہید اپنی معرکۃ آلاراء تفسیر فی ظلال القرآن میں امام مالکؒ کی مشہور وما یہ ناز تصنیف موطا سے حدیث بیان کرتے ہیں:

ان حبيبة بنت سهل الانصارى كانت تحت ثابت بن قيس بن شماس وان رسول اللهصلى اللهعليه وسلم خرج فى الصبح فوجد حبيبة بنت سهل عند بابه فى الغلس فقال رسول اللهصلى اللهعليه وسلم من هذه؟ قالت انا حبيبة بنت سهل فقال ماشانك فقالت لا انا ولا ثابت بن قيس ..

لزوجها. فلما جاء زوجها ثابت بن قيس قال له رسول الله صلی اللہعلیه وسلم هذه حبيبة بنت سهل قد ذكرت ماشاءالله ان تذكر فقالت حبيبة يارسول اللهكل ما اعطانی عندی فقال رسول اللهصلی اللہعلیه وسلم خذمنها فاخذمنها وجلست فی اهلها (٨)

حبیبہ بنت سہل انصاریؓ ثابت بن قیس بن شماس کی زوجیت میں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کو نکلے تو آپ ﷺ نے حبیبہ بنت سہلؓ کو اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کون؟ انہوں نے کہا میں حبیبہ بنت سہلؓ ہوں آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا میں اور ثابت بن قیسؓ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ جب ان کے شوہر ثابت بن قیسؓ آئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حبیبہ بنت سہلؓ اس نے بیان کیا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ بیان کرے حبیبہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول جو کچھ انہوں نے دیا ہے وہ سب میرے پاس موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا ہوا مال ان سے لے لو تو انہوں نے اپنا دیا ہوا مال ان سے لے لیا اور وہ اپنے گھر والوں میں چلی گئی۔

امام بخاری نے اس واقعہ کو اس طرح روایت کیا ہے:

عن ابن عباس رضی اللہعنه ان امراة ثابت بن قيس اتت النبی صلی اللہعلیه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثابت بن قيس ما اعتيب عليه فی خلق ولا دين ولكنی اكره الكفر فی الاسلام فقال رسول اللهصلی اللہعلیه وسلم اتردين عليه حديقته ؟ قالت نعم قال رسول اللهصلی اللہعلیه وسلم اقبل الحديقة وطلقها تطليقة (٩)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں ثابت بن قیسؓ سے کسی بری عادت یا دین داری کے باعث ناراض نہیں ہوں لیکن میں حالت اسلام میں ناشکری نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اس کو واپس کرنے کو تیار ہے انہوں نے کہا ہاں۔ حضور اکرم ﷺ نے ثابت بن قیسؓ سے فرمایا کہ اس کا باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دے دو۔

ابن جریرؒ نے اس واقعہ کو زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے:

عن ابی جریر انه سال عکرمة هل کان للخلع اصل قال کان ابن عباس یقول ان اول خلع کان فی الاسلام فی اخت عبدالله بن ابی انهااتت رسول اللهصلی اللهعلیه وسلم فقالت یارسول اللهصلی اللهعلیه وسلم لا یجمع راسی وراسه شئی ابدا انی رفعت جانب الخباء فرایته قد اقبل فی عدة فاذا هو اشدهم سوادا واقصر هم قامة واقبحهم وجها فقال زوجها یا رسول اللهصلی اللهعلیه وسلم انی قد اعطیتها افضل مالی حدیقة لی فان ردت علی حدیقتی قال ماتقولین قالت نعم وان شاء ردته قال ففرق بینهما (۱۰)

ابوجریرؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے عکرمہ سے پوچھا کیا خلع کی کوئی بنیاد ہے انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ عہد اسلام میں پہلا خلع عبداللہ بن ابی کی بہن کا ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اور ان کا سر ایک جگہ کبھی اکٹھا نہیں ہوسکتا۔ میں نے اپنے خیمے کے ایک گوشے کو اٹھا کر دیکھا کہ وہ چند آدمیوں کے ساتھ آرہے ہیں تو وہ ان میں سب سے زیادہ سیاہ فام سب سے زیادہ پستہ قد اور سب سے زیادہ قبیح صورت تھے۔ ان کے شوہر نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے انہیں اپنا بہترین مال ۔ اپنا باغ دیا ہے یہ اگر میرا باغ مجھے واپس کردیں (تو میں انہیں طلاق دے سکتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا کہتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں واپس دے دوں گی اور اگر یہ چاہیں تو میں کچھ اور بھی دے سکتی ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں تفریق کرادی۔

قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا نصوص کے پیش نظر خلع کے سلسلہ میں جو ضروری امور ہمارے سامنے آتے ہیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ خلع لینا عورت کا حق ہے اور اس کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔

۲۔ خلع کے حصول کیلئے عورت کو نہ صرف اپنا حق مہر ہی چھوڑنا پڑتا ہے بلکہ اگر شوہر اس کے علاوہ مزید مطالبہ کرے تو اس مطالبہ کو بھی ماننا پڑے گا۔

۳۔ خلع گھریلو سطح پر بھی ہوسکتا ہے۔ عدم موافقت پر یہ مسئلہ براہ راست بااختیار عدالت کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ خلع کیلئے عورت کے ساتھ مرد کی ذہنی وفکری اور حسن وجمال کی ہم آہنگی کے فقدان کا ہونا ہی کافی ہے۔

۵۔ خلع صرف اس وقت وقوع پذیر ہوگا جب حدود اللہ کے ٹوٹنے کا اندیشہ اور خطرہ ہوگا جس میں حقوق زوجیت میں خیانت یا ان کی ادائیگی میں محرومی رونما ہو۔

٦۔ خلع کی حیثیت طلاق رجعی کی بجائے طلاق بائنہ کی سے ہے کیونکہ طلاق رجعی میں مرد کو رجوع کا حق ہوتا ہے۔ طلاق بائنہ میں جدائی واقع ہوجاتی ہے اگر جدائی واقع نہ ہو تو پھر عورت معاوضہ دے کر بھی خلاصی حاصل نہیں کرسکتی تاہم خلع کے بعد دونوں راضی ہوجائیں تو تجدید نکاح کرسکتے ہیں۔

خلع کا اسلامی طریقہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ خلع میاں بیوی دونوں کی اجازت اور مرضی کے بغیر نہیں ہوتا لہذا شرعاً خلع کیلئے میاں بیوی دونوں کا رضامند ہونا ضروری ہے نہ بیوی کی رضامندی کے بغیر شوہر اس کو خلع لینے پر مجبور کرسکتا ہے اور نہ شوہر کی رضامندی کے بغیر عورت خلع حاصل کرسکتی ہے۔ اسی طرح عدالت بھی میاں بیوی دونوں کی رضامندی کے ساتھ تو خلع کا حکم کرسکتی ہے لیکن اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک راضی نہ ہو تو کوئی عدالت بھی خلع کا فیصلہ دینے کی مجاز نہیں۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت ۲۲۹ سے خلع کا جوجواز ثابت کیا ہے جس کی وجہ سے اسے آیت خلع سے موسوم کیاجاتا ہے چنانچہ اس آیت میں شروع سے لے کر آخر تک میاں بیوی دونوں کو برابر کا شریک قرار دے کر مخاطب کیا گیا ہے۔ مثلاً:

الا ان یخافا الا یقیما حدوداللّٰہ فان خفتم الا یقیماحدوداللّٰہ فلا جناح علیھما فیماافتدت بہ.

الایہ کہ میاں بیوی دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں قائم نہیں کرسکیں گے اللہ تعالیٰ کی حدود۔ پس اگر تم کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں خداوندی حدود کو قائم نہیں کرسکیں گے تب ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ اس مال کے لینے اور دینے میں جس کو دے کر عورت نکاح سے آزادی حاصل کرے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے دو اہم اصول نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ خلع کے سلسلے میں مرد اور عورت دو برابر کے شریک ہیں۔ جس طرح معاہدہ نکاح میں دونوں کا ایجاب وقبول ضروری ہے اس طرح خلع کے معاملے میں بھی دونوں کا ایجاب وقبول لازمی ہے۔ فان خفتم کے قرآنی خطاب میں شامل تمام افراد یعنی میاں بیوی ان دونوں کے خاندان کے بزرگ ومعزز افراد اور حکام وولاۃ کو مخاطب فرما کر یہ اصول ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ خلع کو ہر ممکن حد تک روکنے کی کوشش کی جائے اور دونوں کے درمیان مصالحت کرانے کی اور گھر اجڑنے سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر کی جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله وحکماً من اهلها. ان یریدا اصلاحا یوفق الله بینهما ان الله کان علیما خبیرا(۱۱)

اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو۔ وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالی ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور باخبر ہے۔

صاحب تفہیم القرآن اسی آیت مبارکہ کے تحت حاشیہ میں رقمطراز ہیں:

اس آیت میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جہاں میاں اور بیوی میں ناموافقت ہوجائے وہاں نزاع سے انقطاع تک نوبت پہنچنے یا عدالت میں معاملہ جانے سے پہلے گھر کے گھر ہی میں اصلاح کی کوشش کرلینی چاہیے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ میاں اور بیوی میں سے ہر ایک کے خاندان کا ایک ایک آدمی اس غرض کیلئے مقرر کیا جائے کہ دونوں مل کر اسباب اختلاف کی تحقیق کریں اور پھر آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں اور تصفیہ کی کوئی صورت نکالیں۔ یہ پنچ یا ثالث مقرر کرنے والا کون ہو؟ اس سوال کو اللہ تعالی نے مبہم رکھا ہے تاکہ اگر زوجین خود چاہیں تو اپنے اپنے رشتہ داروں میں سے خود ہی ایک ایک آدمی کو اپنے اختلاف کا فیصلہ کرنے کیلئے منتخب کرلیں ورنہ دونوں خاندانوں کے بڑے بوڑھے مداخلت کرکے پنچ مقرر کریں اور اگر مقدمہ عدالت میں پہنچ ہی جائے تو عدالت خود کوئی کاروائی کرنے سے پہلے خاندانی پنچ مقرر کرکے اصلاح کی کوشش کرے۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ ثالثوں کے اختیارات کیا ہیں۔ فقہاء میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ ثالث فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے البتہ تصفیہ کی جو صورت ان کے نزدیک مناسب ہو اس کیلئے سفارش کر سکتے ہیں۔ ماننا یا نہ ماننا زوجین کے اختیار میں ہے ہاں اگر زوجین نے ان کو طلاق یا خلع یا کسی اور امر کا فیصلہ کر دینے کیلئے بنایا ہو تو البتہ ان کا فیصلہ تسلیم کرنا زوجین کیلئے واجب ہو گا۔ یہ حنفی اور شافعی علماء کا مسلک ہے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک دونوں بینچوں کو موافقت کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے مگر علیحدگی کا فیصلہ وہ نہیں کر سکتے۔ یہ حسن بصریؒ اور قتادہ اور بعض دوسرے فقہا کا قول ہے۔ ایک اور گروہ اس بات کا قائل ہے کہ ان بینچوں کو ملانے اور جدا کر دینے کے پورے اختیارات ہیں۔ ابن عباس، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، شعبی، محمد بن سیرین اور بعض دوسرے حضرات نے یہی رائے اختیار کی ہے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فیصلوں کی جو نظریں ہم تک پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات بینچ مقرر کرتے ہوئے عدالت کی طرف سے ان کو حکمانہ اختیارات دے دیتے تھے چنانچہ حضرت عقیل بن ابی طالب اور ان کی بیوی فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا مقدمہ جب حضرت عثمانؓ کی عدالت میں پیش ہوا تو انہوں نے شوہر کے خاندان میں سے حضرت ابن عباس کو اور بیوی کے خاندان میں سے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو بینچ مقرر کیا اور ان سے کہا کہ اگر آپ دونوں کی رائے میں ان کے درمیان تفریق کر دینا ہی مناسب ہو تو تفریق کر دیں۔ اسی طرح ایک مقدمہ میں حضرت علیؓ نے حکم مقرر کیے اور ان کو اختیار دیا کہ چاہیں ملا دیں اور چاہیں جدا کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بینچ بطور خود تو عدالتی اختیارات نہیں رکھتے البتہ اگر عدالت ان کو مقرر کرتے وقت انہیں اختیارات دے دے تو پھر ان کا فیصلہ ایک عدالتی فیصلے کی طرح نافذ ہو گا۔ (۱۲)

فان خفتم کا خطاب میاں بیوی کے ساتھ ساتھ دونوں خاندانوں کے سنجیدہ افراد اور حکام و امراء سب کیلئے عام ہے۔ حکام و امراء کو اس خطاب میں اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ اگر خلع کا معاملہ حکام تک پہنچ جائے تو ان کیلئے لازم ہو گا کہ فریقین کو مناسب طرز عمل اختیار کرنے پر آمادہ کریں اور اگر فریقین خلع ہی پر مصر ہوں تو خلع کا معاملہ خوش اسلوبی سے طے کرا دیں کیونکہ میاں بیوی کی علیحدگی اختیار کرنے میں ایک بلیغ نکتہ ملحوظ ہے جس کی

صراحت حدیث نبوی ﷺ سے یوں ہے:

عن جابر رضی اللّٰہعنہ قال قال رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ فادناھم منہ منزلۃ اعظمھم فتنۃ یجی احدھم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا قال ثم یجی احدھم فیقول ماترکتہ حتی فرقت بینہ وبین امراتہ فیدنہ منہ ویقول نعم انت(۱۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر وہ اپنے لشکروں کو(لوگوں کو بہکانے کیلئے) بھیجتا ہے۔ ان شیطانی لشکروں میں ابلیس کا سب سے زیادہ مقرب اس کا وہ چیلا ہوتا ہے جو لوگوں میں سے سب سے بڑا فساد ڈالے۔ کوئی شیطان ان میں سے آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں گناہ کرائے ہیں(یعنی فلاں سے چوری کرائی فلاں کو شراب پلائی) تو شیطان کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور تا ہے اور کہتا ہے کہ میں (میاں بیوی کے پیچھے پڑا رہا، ایک دوسرے کے خلاف ان کو بھڑکاتا رہا اور میں نے آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑا یہاں تک آج اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کرا کے آیا ہوں۔ شیطان اس کے قریب ہوجاتا اور کہتا ہے تو نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

خلع کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند سے اس قدر متنفر ہوچکی ہو اس کے ساتھ کسی قیمت پر نباہ کرنا ناممکن ہو تو اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ شوہر کو سمجھا بجھا کر طلاق دینے پر آمادہ کرے۔ ایسی صورت میں شوہر کو بھی چاہیے کہ جب وہ نکاح کے رشتہ کو خوشگواری کے ساتھ نبھتا نہ دیکھے تو وہ شرافت کے ساتھ اپنی بیوی کو طلاق دے دے لیکن اگر شوہر اس بات پر راضی نہ ہو تو عورت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ شوہر کو کچھ مالی معاوضہ دے کر اس سے آزادی حاصل کر لے۔

خلع کے سلسلہ میں عدالتی اختیارات

دور نبوی ﷺ میں حضرت ثابت بن قیس کی اہلیہ کا جو خلع کا واقعہ پیش آیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شوہر کو اس بات کا مشورہ دیا کہ اس سے باغ واپس

لے کر اس کو طلاق دے دیں چنانچہ امام ابو بکر جصاص اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ زوجین کے درمیان ان کی رضامندی کے بغیر تفریق کرادینا عدالت کا کام نہیں امام موصوف احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

''اگر یہ اختیار حاکم کو ہوتا کہ جب وہ دیکھے کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہیں کریں گے تو ان کے درمیان خلع کا فیصلہ کردے خواہ زوجین خلع کو چاہیں یا خلع سے انکار کریں تو آنحضرت ﷺ ان دونوں سے اس کا سوال ہی نہ فرماتے اور نہ شوہر سے یہ فرماتے کہ اس کو خلع دے دو بلکہ آنحضرت ﷺ خود خلع کا فیصلہ دے کر عورت کو مرد سے چھڑا دیتے اور شوہر کو اس کا باغ لوٹا دیتے۔ خواہ وہ دونوں اس سے انکار کرتے یا ان میں سے ایک فریق انکار کرتا۔ چنانچہ لعان میں زوجین کے درمیان تفریق کا اختیار چونکہ حاکم کو ہوتا ہے اس لئے وہ لعان کرنے والے شوہر سے نہیں کہتا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو بلکہ ازخود دونوں کے درمیان تفریق کردیتا ہے''(۱۴)

خلع کے معاملہ میں حضرت عمرؓ کا فیصلہ یہ ہے کہ عورت کے مطالبہ خلع کو تسلیم کیا جائے چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر عورتیں خلع کا ارادہ کریں تو انکار نہ کرو۔ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو شوہر کی نافرمان تھی حضرت عمرؓ نے اس کے شوہر سے کہا کہ تم اس سے خلع کرلو(۱۵)

حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے پاس عورتوں کے خلع لینے کے مقدمات کا پیش ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جب خلع کے معاملات باہمی طور پر طے نہ ہوسکیں تو عدالت شرعی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور عدالت کی اولین ذمہ داری زوجین کے درمیان مصالحت کرانا ہے۔ ممتاز و معروف مفسر قرآن علامہ ابن کثیر نے حضرت عمرؓ کے متعلق واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت اپنے خاوند سے بگڑی ہوئی آئی۔ آپؓ نے فرمایا اسے گندگی والے گھر میں قید کردو۔ پھر قید خانہ سے اسے بلوایا اور کہا کیا حال ہے اس نے کہ آرام کی راتیں مجھ پر میری زندگی میں یہی گزری ہیں آپؓ نے اس کے خاوند سے فرمایا اس سے خلع کرلے اگرچہ کان کی بالی کے بدلے ہی ہو۔(۱۶)

حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ عدالت شرعی تحقیق و تفتیش کے بعد اگر یہ محسوس کرے کہ میاں بیوی کے درمیان موافقت نہیں ہوسکتی تو عورت سے کہے کہ

وہ اپنا مہر چھوڑ دے اور شوہر سے کہے کہ وہ مہر چھوڑنے کے بدلے اس کو طلاق دے دے۔ عدالت اگر صرف سماعت کا اختیار رکھتی ہو اور مرد کے راضی نہ ہونے کی صورت میں فیصلہ منوانے کا اختیار نہ رکھتی ہو تو ایسی عدالت کو مرجع قرار دینا ہی فضول ہوگا۔ پھر اسلام میں قضاء کی جو اہمیت ہے اس کا بھی تقاضا ہے کہ نبی نوع انسان کے حقوق کا تحفظ اور ظالموں، غاصبوں اور جابر لوگوں کو حق و انصاف کی قوت و اقتدار کے سامنے جھکا کر عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنانا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (۱۷)

اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔

خلع کے سلسلے میں دور حاضر کے حکام کا غیر شرعی طریقہ کار

ہمارے معاشرے میں جن افراد کو معمور کیا جاتا ہے۔ خلع کے مقدمات کو دیوانی مقدمات پر قیاس کر لیا گیا ہے حالانکہ خلع کا مقدمہ عورت کے ناموس کے حلال و حرام سے متعلق ہے اس میں ایسی تساہل پسندی کسی طرح بھی روا نہیں ہو سکتی کہ احکام شرعیہ کے ماہرین قاضیوں کی بجائے رائج الوقت قانون میں تجربہ کار افراد کو منصب قضاء پر متعین کیا جائے۔

خلع کے سلسلہ میں جو سب سے اہم اور ضروری بات جس کی نشاندہی کرنا ہم سب کا دینی فریضہ ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں خلع کے مقدمات میں تحقیق و تفتیش کی ضرورت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے عورتوں کی طرف سے جو واقعات اور الزامات پیش کیے جاتے ہیں عدالت ان کو حرف آخر سمجھ کر فیصلہ صادر کر دیتی ہے۔ شرعی طور پر خلع کے فیصلے کی صحیح صورت یہ ہے کہ عورت کے دعوی دائر نہ کرنے پر عدالت شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کی شکایات و اعتراضات کے متعلق دریافت کرے کیونکہ عدالت کا منصب فریقین کے ساتھ انصاف کرنا ہے اور انصاف اس وقت تک ممکن نہیں جب تک عدالت فریقین کا نقطہ نظر دلائل و شواہد کے ساتھ پوری دل جمی سے نہ سن لے۔

عن علی قال بعثنی رسول اللہ الی الیمن قاضیا فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ترسلنی وانا حدیث السن ولا علم لی بالقضاء فقال ان اللہ سیھدی قلبک ویثبت لسانک اذا تقاضی الیک رجلان فلا تقض للاول

حتی تسمع کلام الاخر فانہ احری ان یتبین لک القضاء قال فما شککت فی قضاء بعد (۲۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ مجھ کو قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں۔ میں نوجوان ہوں۔ مجھ کو قضاء کی کیفیت کا کچھ علم نہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی تیرے دل کو ہدایت کرے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا جب دو آدمی تیرے پاس کوئی فیصلہ لائیں تو دوسرے کی بات سنے بغیر پہلے کے حق میں فیصلہ نہ دے یہ زیادہ لائق ہے کہ فیصلہ تیرے لئے ظاہر ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا اس کے بعد مجھے کبھی کسی فیصلہ کے متعلق شک نہیں رہا۔

شرعی قواعد کے مطابق خلع کے فیصلہ کی صحیح صورت یہ ہے کہ عورت کے مطالبہ خلع پر عدالت شوہر کو طلب کرے اور اسے عورت کے الزامات پر صفائی کا پوار موقع دے۔ اگر شوہر عورت کے الزامات سے انکار کرے تو عورت سے گواہ طلب کیے جائیں یا اگر عورت گواہ پیش کرنے سے قاصر ہو تو شوہر سے حلف لیا جائے۔ اگر شوہر حلفیہ طور پر اس کے اعتراضات والزامات کو غلط قرار دے تو عورت کا مطالبہ خلع روک دیا جائے۔ اگر عورت گواہ پیش کردے تو عدالت شوہر کو بیوی کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کرے لیکن اگر عدالت معاملہ کی پوری چھان بین اور گاہوں کی شہادت کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ زوجین کا یکجا رہنا ممکن نہیں اور عورت واقعی مظلوم ہے اور شوہر اس کے حقوق ادا نہیں کررہا تو شوہر کو طلاق دینے کا حکم دیا جائے اور اگر وہ طلاق دینے پر بھی آمادہ نہ ہو تو عدالت ازخود فسخ نکاح کا فیصلہ کرسکتی ہے اور عورت عدت کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ لیکن اگر عدالت نے معاملہ کی صحیح تفتیش اور گواہوں کی شہادت کے بغیر فیصلہ کیا یا شوہر کی غیر موجودگی میں محض عورت کے بیان پر یقین کرکے خلع کا فیصلہ دے دیا جیسا کہ ہمارے ہاں یہ اصول طے کرلیا گیا ہے کہ خلع کے مقدمات میں مرد ہمیشہ ظالم ہوتے ہیں اور عورتیں مظلوم ہوتی ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ظلم کی انتہا یہ ہے کہ اکثر واقعات میں میاں بیوی دونوں ازدواجی زندگی بسر کرنے پر رضامند ہیں لیکن لڑکی کے والدین خلع کا جھوٹا مقدمہ کرکے خلع کی یک طرفہ ڈگری حاصل کرلیتے ہیں اور عدالت میاں بیوی سے پوچھتی تک نہیں ایسے فیصلے جن میں شرعی

قواعد کو ملحوظ نہیں رکھاجاتا شرعی لحاظ سے وہ فیصلے کالعدم ہیں۔ تنسیخ نکاح کے فیصلے کے باوجود عورت کیلئے نکاح ثانی کرنا جائز نہیں ہوگا۔

خلع کے معاملہ کا ایک غیر شرعی پہلو ہمارے قانون کے ماہرین وکلا حضرات کا طرز عمل ہے۔ وکیل صاحبان چونکہ عدالت کی قانونی راہنمائی اور معاونت کرنے کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہوتے ہیں اور وہی فریقین کی طرف سے عدالت میں پیش ہوتے ہیں لیکن وہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود کہ ان کے مؤکل کا موقف غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے پھر بھی وہ اس جھوٹ کو سچ اور باطل کو حق ثابت کرنے کیلئے کمر بستہ ہوجاتے ہیں۔ وکلاء حضرات پر یہ شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حق اور سچ کی پیروی و پاسداری کریں اور باطل اور ظلم و عدوان کو ختم کرنے کیلئے بھرپور اپنا کردار ادا کریں جس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وتعاونواعلی البر والتقوی ولا تعاونواعلی الاثم والعدوان (۲۲)

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔

حوالہ جات

۱۔ اقضیۃ الرسول تالیف محمد بن الفرج ابن الطلاع تحقیق وحواشی ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی ص: ۱۱۴ مطبع نقوش پریس لاہور۔

۲۔ مصباح الغات، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، بذیل مادہ خلع ص: ۲۱۵، مجلس نشریات اسلام کراچی۔

۔ اسلامی فقہ، مولانا مجیب اللہ ندوی، حصہ دوم ص: ۴۴۵، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔

۴۔ مشکواۃ المصابیح، جلد دوم، باب الخلع والطلاق ص: ۱۰۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۵۔ اسلامی فقہ، مولانا مجیب اللہ ندوی، حصہ دوم ص: ۴۴٦، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔

٦۔ سنن نسائی، جلد ثانی، باب ماجاء فی الخلع ص: ۴۷۷ مطبع حامد کمپنی لاہور۔

۷۔ سورۃ البقرہ: ۲۲۹

۸۔ فی ظلال القرآن: سید قطب جلد اول ص: ۲۰۱ المطبعۃ العربیۃ انار کلی لاہور۔

۹۔ صحیح بخاری شریف، جلد سوم، کتاب الطلاق ص: ۱۴۰، مطبع سعیدی قرآن محل کراچی۔

۱۰۔ فی ظلال القرآن سید قطب جلد اول ص: ۲۰۲

۱۱۔ سورۃ النساء: ۳۵

۱۲۔ مولانا ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن جلد اول ص: ۳۵۱-۳۵۰، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور

۱۳۔ صحیح مسلم شریف مع شرح نودی، جلد ششم، باب فتنۃ الشیطان فی العرب من التحریش ص: ۳۷۹، ناشران خالد احسان پبلیشرز لاہور۔

۱۴۔ الجصاص، احکام القرآن جلد اول: ۳۹۵، مطبع سہیل اکیڈمی لاہور۔

۱۵۔ ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، فقہ حضرت عمر (اردو) ص: ۳۰٦، ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور۔

۱٦۔ علامہ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ دوم ص: ۹۹، مطبع نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔

۱۷۔ سورۃ النساء: ۵۸